گوشہء فقہاء

حضرت امام حسن بصریؒ

(۲۱ھ۔تا۔۱۱۰ھ ۶۴۲ع۔تا۔۷۲۸ع)

ڈاکٹر محمد رواس قلعجی (مصر)

امام حسن بصریؒ کا نام حسن اور کنیت ابوسعید تھی۔آپ کے والد کا نام یسار اور کنیت ابوالحسن تھی۔آپ حضرت زید بن ثابتؓ کے آزاد کردہ غلام (مولی) تھے۔(۱) آپ کی والدہ کا نام خیرۃ تھا اور وہ ام المومنین حضرت ام سلمہؓ کی آزادکردہ لونڈی (مولاۃ) تھیں۔(۲) آپ کے والد اور والدہ جنگ: ''میسان،، میں مسلمانوں کے ہاتھوں گرفتار ہونے والے جنگی قیدی تھے۔

حضرت عمرؓ کی خلافت کے زمانے میں آزاد ہو جانے کے بعد آپ کے والد نے مدینہ منورہ میں آپ کی والدہ خیرۃ سے نکاح کیا۔(۳) آپ کی پیدائش سن اکیس ہجری میں ہوئی جب کہ حضرت عمرؓ کی خلافت کے ابھی دو سال باقی تھے۔(۴) اور حضرت عمرؓ نے اپنے دست مبارک سے آپ کی تحنیک کی۔(۵) کوئی نرم چیز مثلاً شہد وغیرہ نوزائیدہ بچے کو چٹا دینا تحنیک کا عمل کہلاتا ہے۔مترجم) آپ کے دو بھائی تھے سعید اور عمار۔سعید کا اشتغال علم حدیث کے ساتھ رہا اور عمار یاد الٰہی میں مصروف رہتے اور کثرت سے گریہ کرتے حتی کہ کثرت بکاء کے نتیجے میں ان کے چہرے پر دو لکیریں بن گئی تھیں۔(۶)

ام المومنین حضرت ام سلمہؓ سے آپ کی رضاعت

حسن بصریؒ کی والدہ ام المومنین حضرت ام سلمہؓ کے پاس رہ کر ان کی خدمت کرتی تھیں۔بعض دفعہ ایسا ہوتا کہ والدہ کام کاج کے سلسلے میں گھر سے باہر چلی جاتیں اور آپ رونے لگتے۔آپ کو روتا دیکھ کر حضرت ام سلمہؓ اپنا پستان آپ کے منہ میں ڈال دیتیں تاکہ آپ بہل جائیں اور والدہ کی واپسی تک پرسکون رہیں۔بعض دفعہ ایسا ہوتا کہ پستان میں دودھ اتر آتا اور یہ دودھ ننھے حسنؒ کے پیٹ میں پہنچ

جاتا۔لوگوں کی رائے تھی کہ حسن بصریؒ جس فصاحت وحکمت کے حامل تھے،وہ سب اسی دودھ کی برکت تھی۔(۷)حضرت ام سلمہؓ آپ کو اکثر حضورﷺ کے صحابہ کرامؓ کے پاس دعا کے لیے نیز رونے سے چپ کرانے کے لیے لے جاتیں۔حضرت عمرؓ نے آپ کے لیے ان الفاظ میں دعا کی تھی کہ:''اے اللہ!اسے دین کی سمجھ عطا فرما اور لوگوں کے دلوں میں اس کی محبت پیدا کردے۔،،(۸)

شکل وشباہت

حضرت حسن بصریؒ بڑے وجیہہ اور حسین وجمیل تھے۔جوانی کے اندر آپ کا مردانہ حسن پوری طرح نکھر آیا تھا اور چہرے کی ملاحت پوری طرح نمایاں تھی۔(۹)آپ بڑے جسیم تھے۔اصمعی نے آپ کے والد کا یہ قول نقل کیا ہے کہ:''میں نے حسن سے بڑھ کر کسی کے ہاتھ کا گٹا چوڑا نہیں دیکھا۔اس کا عرض ایک بالشت تھا۔،،(۱۰)آپ کے سر کے بال بہت زیادہ تھے۔(۱۱)ابرو کے بال جب بڑھ جاتے تو آپ انہیں کتر ڈالتے۔ابوحرہ کہتے ہیں کہ ہم نے حسن بصریؒ کی بیٹی سے استفسار کیا کہ آیا آپ ابرو کے بال کتر لیتے تھے؟بیٹی نے اس کا جواب اثبات میں دیا۔(۱۲)ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اواخر حیات میں آپ کی داڑھی کے بال کثرت سے سفید ہوگئے تھے جس کی وجہ سے آپ ہر جمعہ داڑھی کو زرد کر لیتے تھے۔(۱۳)

آپ اپنی مونچھیں اس طرح صاف نہیں کرتے جس طرح بعض لوگ کر لیتے ہیں۔(۱۴)بلکہ انہیں ہلکی کر لینے پر اکتفا کر لیتے۔آپ اپنے سر پر سیاہ عمامہ باندھا کرتے تھے۔موسیٰ بن میمون کہتے ہیں کہ میں نے حسن بصریؒ کے سر پر سیاہ عمامہ دیکھا تھا۔(۱۵)عیسیٰ بن عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ میں نے حسن بصریؒ کے سر پر سیاہ پگڑی دیکھی تھی جس کا شملہ پشت پر پڑا ہوا تھا۔آپ نے قمیص پہن رکھی تھی اور چھوٹی سی سبز چادر اوڑھے ہوئے تھے۔(۱۶)

زاہدانہ زندگی

حضرت حسن بصریؒ کا گھرانہ زاہدانہ زندگی بسر کرنے والے علماء کا گھرانہ تھا۔چنانچہ آپ کے گھر میں بس اتنا ہی سازوسامان تھا جو سردی گرمی سے بچنے کے لیے کم سے کم حد تک ضروری تھا۔مطر کہتے ہیں کہ ہم حضرت حسن بصریؒ کی عیادت کے لیے آپ کے گھر گئے۔ہم نے دیکھا کہ گھر میں کوئی چیز نہیں ہے۔نہ کوئی بستر اور نہ کوئی چادر،نہ تکیہ اور نہ چٹائی۔صرف ایک آراستہ پلنگ

تھا جس پر آپ لیٹے ہوئے تھے۔(۱۷)

حزن وغم میں ڈوبے رہنا

حضرت حسن بصریؒ حد افراط کو چھوئے بغیر کثرت سے عبادت کرتے تھے۔آپ ہر ماہ ایام بیض (قمری مہینے کی تیرھویں، چودھویں اور پندرھویں تاریخوں) کے روزے رکھتے تھے۔علاوہ ازیں ہر ہفتے سوموار اور جمعرات کے روزے بھی رکھتے اور اشہر حرم (حرمت کے مہینے یعنی رجب، ذیقعدہ، ذی الحجہ اور محرم) روزے کی حالت میں گزارتے۔(۱۸) لیکن اس کے باوجود اللہ جل شانہ کی جناب میں اپنے آپ کو کوتاہی کا مرتکب تصور کرنے اور ذہن پر ہمیشہ یہ خیال چھایا رہتا کہ اللہ کی نعمتوں کا کماحقہ شکر ادا نہیں ہوا اور جس قدر ادا ہوا ہے، اس کے متعلق یہ معلوم نہیں کہ قیامت کے دن قابل قبول بھی ہوگا یا غبار بن کر اڑ جائے گا۔اسی تصور کے ماتحت آپ ہمیشہ حزن وغم میں ڈوبے رہتے اور کثرت سے آہ و بکا کرتے۔آپ اکثر یہ فرماتے۔:"ہم ہنسیں! کیوں؟ کیا یہ حقیقت نہیں کہ اللہ تعالی شاید ہماری بعض بداعمالیوں پر گرفت کر کے فرما دے کہ جاؤ! مجھے تمہاری کوئی نیکی قبول نہیں۔"(۱۹) ابراہیم بن عیسی الشکری کہتے ہیں کہ:"میں نے حسن بصریؒ سے بڑھ کر کسی کو حزن وغم میں ڈوبے رہتے نہیں دیکھا۔میں جب بھی آپ سے ملا، مجھے یہی احساس ہوا کہ آپ پر کوئی تازہ مصیبت آن پڑی ہے۔"(۲۰)

حزن وغم کی اس کیفیت نے حضرت حسن بصریؒ کے لبوں سے مسکراہٹ اور منہ سے ہنسی اڑا دی تھی۔حتی کہ یوسف بن اسباط کے قول کے مطابق آپ پر تیس سال کا عرصہ گزر گیا اور اس دوران آپ ایک دفعہ بھی نہیں ہنسے۔(۲۱) اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ کے خیال میں مومن کی ہنسی اس کے دل کی غفلت کی علامت ہے۔(۲۲)

حکیمانہ ارشادات

حضرت حسن بصریؒ بڑے فصیح اللسان اور بلیغ البیان تھے۔حتی کہ شیخ العربیۃ ابوعمرو بن العلاء نے آپ کے متعلق یہ الفاظ کہے ہیں کہ:"میں نے حسن بصریؒ اور حجاج بن یوسف سے بڑھ کر کسی کو فصیح نہیں پایا۔"(۲۳) ایک شخص نے آپ سے کہا:"ابوسعید! میں نے آپ کو لحن کرتے نہیں دیکھا۔"(گفتگو کے اندر عربی قواعد کی خلاف ورزی کو لحن کہتے ہیں۔مترجم) آپ نے جواب

☆ایاک والذنوب فانہا مصدر الہموم والاحزان وھی سبب النکبات وباب المصائب والازمات.☆

دیا۔:''بھتیجے! میں تو لحن سے آگے نکل گیا ہوں۔،،(٢٤)

اگر ایک انسان کی ذات میں طویل تجربہ،راسخ تقوی اور بلاغت بیان جمع ہو جائیں تو اسی کا نام حکمت ہے۔حسن بصریؒ کی ذات میں یہ خوبیاں وافر مقدار میں یکجا ہوگئی تھیں جس کا نتیجہ یہ نکلا تھا کہ آپ کے دل سے حکمت کے چشمے پھوٹتے اور زبان سے پھول بن کر جھڑتے۔آپ کے کلام کا اکثر حصہ حکیمانہ ارشادات اور بلیغانہ بیانات پر مشتمل ہوتا۔(٢٥)اعمش کہتے ہیں کہ حسن بصریؒ حکمت کو اپنے دل میں محفوظ کرتے رہے حتی کہ یہی حکمت آپ کی زبان سے الفاظ کے روپ میں جاری ہوگئی۔(٢٦)ابو جعفر محمد بن علی جب حسن بصریؒ کا ذکر فرماتے تو کہتے:''یہی وہ شخصیت ہیں جن کا کلام انبیاء کے کلام کے مشابہ ہے۔،،(٢٧)اس امر پر سب کا اتفاق ہے کہ حضور ﷺ کے صحابہ کرام کے ساتھ حسن بصریؒ کی حد درجہ مشابہت تھی۔(٢٨) بلکہ العوام بن حوشب تو یہاں تک کہہ گئے ہیں کہ:''میں تو حسن کو نبی کے مشابہ قرار دیتا ہوں۔،،(٢٩)

عملی زندگی

حضرت معاویہؓ کے عہد میں عبداللہ بن عامر کی طرف سے ربیع بن زیاد الحارثی والی خراسان تھے۔حسن بصریؒ نے ربیع کے کاتب (منشی) کے طور پر کچھ عرصہ کام کیا۔(٣٠) پھر عدی بن ارطاۃ کی طرف سے بصرہ کے قاضی مقرر ہوئے لیکن خرابی صحت کی بنا پر جلد ہی اس عہدے سے استعفی دے دیا۔عدی نے آپ کا استعفی قبول کر لیا اور ایاس بن معاویہ کو یہ عہدہ دے دیا۔(٣١)

میدان کارزار میں داد شجاعت

حضرت حسن بصریؒ نہ صرف شہسوار علم تھے بلکہ شہسوار میدان کارزار بھی تھے۔آپ کا شمار میدان جنگ میں داد شجاعت دینے والے علماء میں ہوتا ہے۔آپ ایک طرف میدان قتال میں جرات اور بہادری کا مظاہرہ کرتے تو دوسری طرف حکام کے سامنے حق گوئی کے اندر اپنی ادبی اور علمی شجاعت سے کام لے کر بلا جھجک حق بات کہہ ڈالتے جسے کسی رو رعایت کے بغیر کہہ ڈالنا ضروری ہوتا۔یہی وجہ ہے کہ:''تذکرہ الحفاظ،،میں آپ کا ذکر ان الفاظ میں ہوا ہے کہ:''حسن بصریؒ کا جہاد،علم اور عمل سے چولی دامن کا ساتھ رہا۔،،(٣٢)میدان کارزار میں آپ کی شجاعت کا یہ عالم تھا کہ جنگوں کے اندر آپ ہمیشہ پیش پیش رہتے(٣٣)لوگ آپ کی شجاعت کو قطری بن الفجائۃ کی شجاعت کے ہم پلہ

قرار دیتے تھے۔(۳۴)(یاد رہے کہ قطری اپنی بے جگری اور بہادری کی وجہ سے پورے عرب میں مشہور تھا) یہی وجہ تھی کہ مشہور سپہ سالار مہلب بن ابی صفرہ مشرکین کے خلاف جنگ میں ہمیشہ آپ کو آگے رکھتا۔(۳۵) آپ نے کابل کی جنگ میں حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہؓ کے ہمراہ شرکت کی۔(۳۶) اور دیگر جنگوں میں بھی بھرپور حصہ لیا۔

اگرچہ حضرت حسن بصریؒ اموی حکومت پر عام طور سے اور حجاج بن یوسف کی حکمرانی پر خاص طور سے بہت سی باتوں میں گرفت کرتے تھے۔تاہم آپ ان کے خلاف تلوار اٹھانے کے حق میں نہیں تھے۔خصوصا اس وجہ سے بھی کہ حکومت کے خلاف علم بغاوت بلند کرنے والوں میں جو لوگ مخلص تھے،وہ بدویانہ ذہنیت کے مالک اور جامد فکرونظر کے حامل تھے اور حکومت کرنے کی اہلیت سے عاری تھے اور جو لوگ مخلص نہیں تھے،وہ دنیا کی خاطر دین کو ذلیل کرنے سے بھی نہیں چوکتے تھے۔آپ سے جب کہا گیا کہ:''حکومت کے خلاف میدان میں آکر ظلم وستم کی موجودہ صورت حال کو بدل ڈالئے۔،،تو آپ نے جواب میں فرمایا:''اللہ تعالی تو بندوں کی صرف توبہ کے ذریعے صورت حال کو بدلتا ہے،تلوار کے ذریعے نہیں بدلتا۔،،(۳۷) ابن الاشعث نے جب حجاج کے خلاف بغاوت کی تو لوگوں نے آپ سے پوچھا کہ:''اس سرکش انسان یعنی حجاج کے خلاف جنگ کے بارے میں آپ کی رائے کیا ہے؟جس نے سفاکانہ طریقے سے لوگوں کا خون بہایا ہے اور ان کا مال لوٹا ہے۔،،آپ نے جواب میں فرمایا:''میری رائے تو یہ ہے کہ تم لوگ اس کے خلاف جنگ نہ کرو اس لیے کہ اگر حجاج خدا کا عذاب بن کر تم پر نازل ہوا ہے تو تم اپنی تلواروں کے ذریعے اس عذاب الٰہی کا رخ موڑ نہیں سکتے اور اگر تم پر بلا بن کر اترا ہے تو صبر کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا فیصلہ صادر کردے۔اس لیے کہ وہی سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔،،(۳۸)

ابن الاشعث کے مشیروں نے اسے مشورہ دیا کہ ہمارے ساتھ حسن بصریؒ کا خروج اور بغاوت میں آپ کی شرکت انتہائی ضروری ہے۔اس لیے کہ آپ نہ صرف شجاعت اور دلیری کی صفت سے متصف ہیں بلکہ آپ کو عوامی حمایت بھی حاصل ہے اور لوگوں کو آپ کی رائے پر پورا پورا بھروسہ ہے۔عوام الناس آپ کا احترام کرتے اور آپ کی خاطر اپنی جانیں لڑا دینے کے لیے تیار رہتے ہیں۔مشیروں نے ابن الاشعث سے یہاں تک کہہ دیا کہ''اگر تم چاہتے ہو کہ لوگ تمہارے گرد اسی طرح اپنی جانیں قربان کردیں جس طرح انہوں نے جنگ جمل میں حضرت عائشہ کی سواری یعنی

اونٹ کے گرد اپنی جانیں قربان کردی تھیں تو حسن بصریؒ کو بھی میدان میں لے آؤ۔،،ابن الاشعث نے یہ مشورہ قبول کرتے ہوئے آپ کو پیغام بھیج کر خروج پر مجبور کردیا۔(۳۹)چنانچہ آپ نکلے اور آپ کے بھائی سعید بھی آپ کے ساتھ نکل پڑے۔

ادبی شجاعت کی جھلکیاں

حضرت حسن بصریؒ کی ادبی شجاعت آپ کے ان پند ونصائح میں نمایاں طور پر دیکھی جاسکتی ہے جو آپ اپنے زمانے کے اربابِ اقتدار کو کیا کرتے تھے۔خواہ وہ اہل عدل حکمران ہوتے یا اہل جور۔آپ کو خلیفہ عادل حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے لکھا کہ:''مجھے حکمرانی کی آزمائش میں مبتلا کردیا گیا ہے۔میرے لیے ایسے قوانین تلاش کیجئے جو میرا ہاتھ بٹائیں۔،،حسن بصریؒ نے جواب لکھا:''آپ دنیا پرست افراد کو یقیناً پسند نہیں کریں گے اور دین پرست افراد حکمرانی کے اندر آپ کا ہاتھ بٹانا پسند نہیں کریں گے۔اس لیے اللہ سے مدد طلب کیجئے۔والسلام۔،،(۴۰)عمر بن ہبیرہ جب عراق کے والی مقرر ہوئے تو انہوں نے حسن بصریؒ اور عامر شعبی کو پیغام بھیج کر بلوایا اور دونوں کی رہائش کے لیے ایک مکان مختص کردیا۔دونوں اس مکان میں تقریباً ایک ماہ تک مقیم رہے۔پھر ایک دن خواجہ سرانے آکر انہیں اطلاع دی کہ امیر ابن ہبیرہ آپ لوگوں سے ملنے آرہے ہیں۔تھوڑی دیر کے بعد ابن ہبیرہ لاٹھی کے سہارے چلتے ہوئے کمرے میں داخل ہوئے اور سلام کرکے دونوں کی تعظیم بجالاتے ہوئے بیٹھ گئے اور یوں گویا ہوئے۔:''امیر المومنین یزید بن عبدالملک مجھے حکمنامے جاری کرتے رہتے ہیں۔مجھے معلوم ہے کہ اگر میں ان حکمناموں پر عمل کرلوں تو ہلاک ہوجاؤں گا۔اب صورت حال یہ ہے کہ اگر میں امیر المومنین کی اطاعت کرتا ہوں تو اللہ کی نافرمانی کا مرتکب قرار پاتا ہوں۔اور اگر امیر المومنین کی نافرمانی کرتا ہوں تو اللہ کا اطاعت گزار بنتا ہوں۔اگر میں امیر المومنین کی اطاعت کرلوں تو کیا آپ دونوں کی نظروں میں میرے لیے چھٹکارے کی کوئی راہ ہے؟،،حسن بصریؒ نے شعبی سے مخاطب ہوکر فرمایا۔:''ابوعمرو!امیر کے سوال کا جواب دیجئے۔،،شعبی نے بات شروع کی اور اپنی بات ابن ہبیرہ کی تعریف وتوصیف تک محدود رکھی۔پھر ابن ہبیرہ نے حسن بصریؒ سے کہا۔:''ابوسعید!آپ کیا کہتے ہیں؟،،آپ نے فرمایا۔:''جناب امیر!شعبی نے جو کچھ کہا،وہ آپ نے سن لیا۔،،اس پر ابن ہبیرہ نے کہا۔:''آپ

☆حب اعدائك لك وتتم حسادك يساوى قيمتك لانك اصبحت شيئا مذكورا وجلا مهما.☆

کیا کہتے ہیں؟،، یہ سن کر آپ نے فرمایا۔:''عمر بن ہبیرہ !ہوسکتا ہے کہ جلد ہی اللہ کا کوئی تند خواور سخت مزاج فرشتہ جواللہ کی حکم عدولی نہیں کرتا، تمہارے پاس آئے اور اس قصر امارت کی وسعتوں سے نکال کر تمہیں قبر کی تنگنائیوں میں ڈال دے۔عمر بن ہبیرہ!اگر تم اللہ سے ڈرتے رہو گے تو وہ تمہیں یزید بن عبدالملک سے بچالے گا لیکن یزید بن عبدالملک تمہیں اللہ سے ہرگز نہ بچاسکے گا۔عمر بن ہبیرہ !تم اس بات سے ہرگز بے خطر نہ ہو جاؤ کہ یزید بن عبدالملک کی فرماں برداری میں جو قبیح ترین کام تم نے کیا ہو،اس کی بنا پر اللہ نفرت کی نگاہ سے تمہیں دیکھے اور پھر اپنی مغفرت کا دروازہ تم پر بند کردے۔عمر بن ہبیرہ!میں نے اس امت کے اولین میں سے ایسے افراد کی صحبت پائی ہے جن کے متعلق میں خدا کی قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ دنیا ان کے پیچھے بھاگتی رہی لیکن وہ دنیا سے دامن کشاں رہے۔دنیا سے ان کی بے رغبتی تمہاری دنیا طلبی سے کہیں بڑھ کر تھی۔حالانکہ دنیا تم سے دامن کشاں ہے۔عمر بن ہبیرہ !میں تمہیں اس مقام سے ڈراتا ہوں جس سے اللہ نے ڈرایا ہے۔چنانچہ ارشاد ہے(ذلک لمن خاف مقامی وخاف وعید یہ(وعدہ)ہر اس شخص کے لیے ہے جو میرے روبرو کھڑے ہونے سے ڈرر کھے اور میری وعید سے ڈرر کھے)عمر بن ہبیرہ!اگر تم اللہ کی اطاعت کرتے رہو تو یزید بن عبدالملک کو ناراض کردینے والے امور میں اللہ تمہارے لیے کافی ہوجائے گا لیکن اگر تم اللہ کی نافرمانی میں یزید بن عبدالملک کا ساتھ دو گے تو پھر اللہ تمہیں اس کے حوالے کردے گا۔،، آپ کی یہ باتیں سن کر عمر بن ہبیرہ رو پڑے اور روتے ہوئے وہاں سے اٹھ کر چلے گئے۔(۴۱)

حجاج بن یوسف کے ساتھ حسن بصریؒ کی جھڑپیں سنہرے حروف سے لکھی جائیں گی۔ایک جھڑپ کی تفصیل تو حسن بصریؒ نے خود بیان کی ہے۔آپ فرماتے ہیں۔:''میں حجاج کے پاس گیا۔اس نے کہا،حسن !وہ کون سی چیز ہے جس نے تمہیں نہ صرف میرے مقابلے میں جری بنادیا ہے بلکہ تم ہماری مسجد میں بیٹھ کر فتوے بھی دینے لگے ہو؟میں نے جواب دیا،یہ چیز وہ میثاق ہے جسے اللہ تعالی نے اولاد آدم علیہ السلام سے لیا ہے۔یہ سن کر حجاج نے کہا،تم ابوتراب (حضرت علیؓ) کے بارے میں کیا کہتے ہو؟میں نے جواب دیا،میری عادت ہے کہ میں وہی بات کہتا ہوں جو اللہ نے کہی ہے۔آپ کے سوال کے جواب میں بھی میں وہی بات کہوں گا جو اللہ نے کہی ہے۔اللہ عزوجل نے

ارشاد فرمایا ہے۔(وما جعلنا القبلة التی کنت علیها الا لنعلم من یتبع الرسول ممن ینقلب علی عقبیه وان کانت لکبیرة الا علی الذین هدی الله) پہلے جس طرف تم رخ کرتے تھے ،اس کو تو ہم نے صرف یہ دیکھنے کے لیے قبلہ مقرر کیا تھا کہ کون رسول کی پیروی کرتا ہے اور کون الٹا پھر جاتا ہے ۔ یہ معاملہ تھا تو بڑا سخت مگر ان لوگوں کے لئے کچھ بھی سخت ثابت نہ ہوا جو اللہ کی ہدایت سے فیض یاب تھے۔)اور علی (رضی اللہ عنہ)اللہ کی ہدایت سے فیض یاب ہونے والوں میں سے تھے۔،، یہ سن کر حجاج کا پارہ تیز ہو گیا۔پھر جھک کر زمین کو کریدنے لگا۔میں وہاں سے اٹھ کر چلا آیا۔کسی نے میرے ساتھ کوئی تعرض نہیں کیا اور پھر میں حجاج کی موت تک روپوش رہا۔،، حسن بصریؒ کی روپوشی کی یہ مدت نو سال تھی۔(۴۲) جب آپ حجاج کے پاس سے اٹھ کر باہر آئے تو فرمایا:''میں ایک بھینگے اور ٹھگنے شخص کے پاس سے آیا ہوں جس کی داڑھی کے چند بال بات کرتے وقت ہلتے رہتے ہیں۔اس نے میرے سامنے اپنی انگلیوں کی پوریں ظاہر کیں جو بہت قصیر تھیں اور جنہیں اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے گھوڑوں کی باگوں نے بہت کم چھوا تھا۔خدا کی قسم !اگر یہ لوگ ترکی نسل کے گھوڑوں پر بھی سواری کیا کریں تو بھی معاصی کی رسوائی کا طوق ان کے گلوں میں پڑا رہے گا۔اللہ نے تو یہ بات ٹھان رکھی ہے کہ وہ ہر اس شخص کو رسوا کر دے گا جو اس کی نافرمانی کرے۔اللہ تعالی انہیں ان کی اپنی ذات کے اندر عبرت کے پہلو دکھاتا رہتا ہے اور اس نے اہل ایمان کے لیے انہیں سامان عبرت بنا دیا ہے۔اے اللہ! حجاج کو اسی طرح مٹا دے جس طرح اس نے تیری سنت کو مٹا کر رکھ دیا ہے۔،،(۴۳)

جب حجاج فوت ہوا تو حسن بصریؒ نے فرمایا۔''اے اللہ! تو نے اسے موت دے دی ہے۔اب اس کے نقوش بھی ہم سے دور کر دے۔،،ایک روایت میں ہے:''اب اس کی برائی بھی مٹا دے۔،،یہ ہم پر جب گورنر بن کر آیا تو چندھا تھا اور اس کی بینائی کمزور تھی۔یہ اپنا ہاتھ بڑھاتا جس کی پوریں چھوٹی چھوٹی تھیں ۔خدا کی قسم !اللہ کی راہ میں ان پوروں کو کبھی غبار تک نہیں لگا۔سر کے پٹوں میں کنگھی کرتا رہتا اور چلنے میں لڑکھڑاتا۔منبر پر چڑھ جاتا اور بکنا شروع کر دیتا۔حتی کہ نماز کا وقت نکل جاتا۔نہ تو اللہ سے ڈرتا تھا اور نہ لوگوں سے شرماتا تھا۔اس کے اوپر اللہ ہوتا اور اس کی ماتحتی میں ایک لاکھ یا اس سے زائد سپاہی ہوتے۔اگر کوئی شخص اس سے کہہ بیٹھتا کہ:''اے شخص!نماز کا وقت ہو گیا ہے۔،،تو پھر افسوس صد افسوس!یہ ہوتا کہ اس پکار کے درمیان تلوار اور کوڑے حائل ہو جاتے۔،،(۴۴)

وفات

حضرت حسن بصریؒ کی وفات رجب ۱۱۰ھ میں بصرہ کے اندر ہوئی۔(۴۵) اس وقت آپ کی عمر ایک کم نوے برس تھی۔ جمعرات کی شام کو آپ نے رحلت کی اور اگلے دن نماز جمعہ کے بعد آپ کی تدفین عمل میں آئی۔ شام کے ایک شخص نضر بن عمرو نے آپ کا جنازہ پڑھایا۔(۴۶) یہ جنازے پڑھانے پر مامور تھے۔ بصرہ کے تمام مرد آپ کے جنازے میں شرکت کے لیے گھروں سے نکل آئے اور کوئی شخص بھی پیچھے نہیں رہا۔ لوگ آپ کی تدفین میں مشغول رہے اور جب عصر کا وقت ہوگیا تو جامع مسجد میں عصر کی نماز ہی نہیں ہوئی کیونکہ شہر میں کوئی شخص موجود ہی نہیں تھا جو نماز پڑھنے کے لیے جاتا۔ حمید الطّویل کہتے ہیں کہ جمعرات کی شام کو حسن بصریؒ وفات پا گئے اور جمعہ کی صبح ہم نے آپ کو غسل دیا اور آپ کی تکفین کی۔ پھر نماز جمعہ کے بعد ہم نے آپ کا جنازہ اٹھایا اور آپ کی تدفین عمل میں آئی۔ شہر کے تمام لوگ آپ کے جنازے میں گئے اور عصر تک آپ کی تدفین میں مشغول رہے جس کے نتیجے میں جامع مسجد میں عصر کی نماز ہی نہیں ہوسکی۔ میرے علم کے مطابق بصرہ میں اسلام آنے کے بعد یہ پہلا موقعہ تھا کہ جامع مسجد میں عصر کی نماز نہیں پڑھی گئی کیونکہ تمام لوگ جنازے کے ساتھ چلے گئے تھے اور عصر کی نماز پڑھنے کے لیے مسجد میں کوئی شخص نہیں رہا تھا۔(۴۷)

اس مرتبہ اور مقام تک حسن بصریؒ کے پہنچنے کا سبب

لوگوں کے دلوں میں حسن بصریؒ کے اس مرتبہ اور مقام کی بات مجالس میں زیر بحث آتی رہی اور تاریخ کا موضوع بنی رہی۔ جس کے مطالعہ اور نقد و تحلیل سے لوگوں کو دلچسپی رہی۔ ابوبکر الھذلی عباسی خلیفہ ابوالعباس سفاح کے پاس بیٹھے تھے۔ دونوں کے درمیان حسن بصریؒ کے بارے میں گفتگو چل پڑی۔ سفاح نے پوچھا کہ آخر وہ کون سی خوبی تھی جس کی بنا پر تمہارے حسن بصریؒ اس بلند مرتبہ اور مقام تک پہنچ گئے؟ ابوبکر نے جواب دیتے ہوئے کہا کہ: ''حسن نے بارہ برس کی عمر میں قرآن حفظ کرلیا تھا۔ پھر آپ ایک سورت سے دوسری سورت کی طرف اس وقت تک منتقل نہیں ہوئے جب تک مذکورہ سورت کی تاویل و تفسیر معلوم نہیں کرلی اور شان نزول سے واقف نہیں ہوگئے۔ آپ نے ایک درہم بھی تجارت میں نہیں لگایا اور نہ کوئی حکومتی عہدہ قبول کیا۔ آپ سے جو کام کرنے کے لیے کہا گیا، اسے کرلیا اور جس کام سے روک دیا گیا، اسے چھوڑ دیا۔،، یہ سن کر سفاح نے کہا: ''بس یہی

وہ اوصاف ہیں جن کی بنا پر اس شیخ (حسن بصریؒ) کو یہ مرتبہ اور مقام حاصل ہوا۔،،(۴۸)

لوگوں کے دلوں میں حسن بصریؒ کے مرتبہ و مقام نیز آپ پر لوگوں کے اعتماد کی یہ کیفیت ہوگئی تھی کہ وہ صرف آپ کی زیارت کر کے ہی مستفید ہوجاتے خواہ آپ کا کلام نہ بھی سنتے۔ اس لیے کہ آپ جس روحانی فیضان کے سرچشمہ تھے، وہ آپ کی مجلس میں آکر بیٹھنے والے لوگوں کے لیے عام ہوتا۔ یونس بن عبید کہتے ہیں کہ کوئی شخص اگر حسن بصریؒ کی زیارت کر لیتا تو اسے فائدہ ہوجاتا خواہ وہ آپ کا عمل نہ بھی دیکھتا اور آپ کا کلام نہ بھی سنتا۔(۴۹)

حسن بصریؒ بحیثیت محدث

حضرت حسن بصریؒ نے بہت سے صحابہ کرامؓ سے حضور ﷺ کی حدیث روایت کی ہے۔ ان میں وہ صحابہ کرامؓ بھی ہیں جنہیں آپ نے دیکھا اور ان سے حدیثیں سنیں مثلاً حضرت انس بن مالکؓ، حضرت عبداللہ بن مغفلؓ، حضرت عمرو بن تغلبؓ (۵۰) حضرت ابو برزہؓ (۵۱) حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہؓ، حضرت عمران بن حصینؓ، حضرت ابوالاحوصؓ، حضرت احمرؓ (۵۲) اور حضرت عثمانؓ بن عفان۔ حسن بصریؒ نے حضرت عثمانؓ کو دیکھا تھا اور آپ کے بعض خطبات بھی سنے تھے۔ شعیب بن الحجاب نے حسن بصریؒ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا: ''میں نے مسلسل کئی خطبات جمعہ میں حضرت عثمانؓ کو سنا کہ آپ کبوتروں کو ذبح کرنے اور کتوں کو ہلاک کرنے کا حکم دیتے رہے۔،،(۵۳) ابو موسیٰ نے حسن بصریؒ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا: ''میں حضرت عثمانؓ کے خطبہ جمعہ میں موجود تھا۔ خطبے کے دوران ایک شخص کھڑا ہوگیا اور کہنے لگا کہ میں آپ کو کتاب اللہ کا واسطہ دیتا ہوں۔ یہ سن کر حضرت عثمانؓ نے اسے بیٹھ جانے کے لیے کہا اور فرمایا ''کیا کتاب اللہ کا واسطہ دینے کے لیے تمہارے سوا کوئی اور پیدا نہیں ہوا۔،، وہ شخص بیٹھ گیا لیکن پھر کھڑا ہوگیا یا اس کے سوا کوئی شخص کھڑا ہوگیا اور مذکورہ بات دہرائی۔ حضرت عثمانؓ نے بیٹھ جانے کے لیے کہا اور فرمایا: ''کیا کتاب اللہ کا واسطہ دینے کے لئے تمہارے سوا کوئی اور پیدا نہیں ہوا؟،، لیکن اس شخص نے بیٹھنے سے انکار کردیا۔ حضرت عثمانؓ نے اسے بٹھانے کے لیے سپاہی بھیجے لیکن دیگر لوگ کھڑے ہوگئے اور درمیان میں حائل ہوگئے۔ پھر ایک دوسرے پر سنگ باری شروع کردی حتیٰ کہ ایک شخص کے قول کے مطابق سنگ باری کی شدت کی وجہ سے اسے آسمان نظر نہیں آرہا تھا۔ یہ کیفیت دیکھ کر حضرت

عثمانؓ منبر سے اترے اور اپنے مکان میں داخل ہو گئے اور اس روز جمعہ کی نماز نہیں پڑھی۔،،(۵۴)ابن عون کی ایک روایت کے مطابق حسن بصریؒ نے فرمایا:''انہوں نے حضرت عثمانؓ کو سنگریزے مارے۔لوگوں نے انہیں سنگ ریزے مارنے شروع کر دیئے اور پھر مسجد کے اندر تمام لوگ ایک دوسرے پر سنگ باری کرنے لگے۔حضرت عثمانؓ کو منبر سے اتارا گیا اور آپ دو شخصوں کے سہارے چلنے لگے۔آپ اتنے نڈھال تھے کہ اپنی گردن سیدھی نہیں رکھ سکتے تھے۔اسی حالت میں آپ کو مکان میں پہنچا دیا گیا۔کسی نے کہا کہ اگر تم لوگ ام المومنین کو لے آ و تو شاید لوگ حضرت عثمانؓ پر سنگ باری سے باز آ جائیں۔چنانچہ ام المومنین حضرت ام حبیبہؓ کو لایا گیا۔میں نے انہیں دیکھا۔وہ ایک سفید مادہ خچر پر رکھی ہوئی پالکی میں سوار تھیں۔جب لوگ انہیں لے کر حضرت عثمانؓ کے دروازے پر آئے تو وہاں موجود مخالفین نے خچر کا رخ موڑ دیا اور ام المومنین کو واپس کر دیا۔(۵۵)

حضرت ابن عباسؓ اور حضرت معقل بن یسارؓ سے حسن بصریؒ کا سماع حدیث واضح طور پر معلوم نہیں ہو سکا(۵۶)

حسن بصریؒ نے صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت کو دیکھا لیکن ان سے حدیث نہیں سنی۔ان میں حضرت علیؓ،حضرت طلحہؓ اور ام المومنین حضرت عائشہؓ شامل ہیں۔(۵۷)ان کے علاوہ دیگر صحابہ کرامؓ کی ایک بڑی تعداد ہے۔ہمارے سامنے یہ بات اس طرح ظاہر ہوتی ہے کہ ایک شخص نے آپ سے کہا۔''ابوسعید!آپ ہم سے حدیثیں بیان کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''اگر آپ ہم سے ان حدیثوں کی سند بھی بیان کر دیں کہ آپ نے یہ حدیثیں کن سے سنی ہیں تو کیا ہی اچھا ہو۔،،یہ سن کر آپ نے فرمایا:''اے شخص !نہ تو ہم نے کذب بیانی کی اور نہ ہمیں جھوٹا قرار دیا گیا۔ہم نے خراسان کی مہم میں شرکت کی۔اس مہم میں ہمارے ساتھ تین سو صحابہ کرامؓ تھے۔ان حضرات میں سے کوئی صاحب ہمیں نماز پڑھاتے۔وہ ایک سورت سے آیات کی قرات کرتے اور پھر رکوع میں چلے جاتے۔،،(۵۸)

حسن بصریؒ نے صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت سے احادیث روایت کی ہیں لیکن انہیں دیکھا نہیں تھا۔ان حضرات میں سے ایک حضرت ابی بن کعبؓ بھی ہیں۔(۵۹)

حسن بصریؒ کی جلالت شان،علم کی وسعت اور تقوی کی گہرائی کے باوجود بعد میں آنے والے علمائے جرح وتعدیل نے آپ کو اپنی جرح وتنقید کا نشانہ بنایا۔ان علماء نے بعد کے زمانے میں جرح وتعدیل

کے جو اصول وضع کیے۔ان کے تحت انہوں نے متقدمین کی ناپ تول کی۔چنانچہ انہوں نے آپ کے بارے میں یہ کہا کہ آپ حدیث کے اصل الفاظ کا التزام نہیں کرتے تھے بلکہ روایت بالمعنی کرتے تھے۔(٦٠) یہ ایک حقیقت ہے کہ زبان دانی میں بگاڑ پیدا ہونے سے پہلے اور تدوین کا زمانہ شروع ہونے سے قبل روایت بالمعنی سلف کے اندر عام تھی۔جمہور علمائے سلف اور خلف لغت کے عالم کے لیے روایت بالمعنی کو جائز قرار دیا ہے۔(٦٠) اور اس پر عمل بھی جاری رہا۔اس بات کا مشاہدہ صحیح احادیث وغیرہ کے اندر کیا جاسکتا ہے کہ واقعہ ایک ہے اور اسے متعدد الفاظ اور مختلف ومتبائن وجوہ سے بیان کیا جاتا ہے۔اس کی وجہ صرف یہ تھی کہ حضرات سلف اپنی روایتوں میں لفظ کی بجائے معنی پر اعتماد کرتے تھے۔(٦١) غیلان بن جریر نے جب حسن بصریؒ سے روایت بالمعنی میں استفسار کیا تو آپ نے روایت بالمعنی کے بارے میں اپنی مجبوری اور عذر بیان کردیا۔غیلان کہتے ہیں کہ میں نے حسن سے پوچھا:''ایک شخص حدیث سنتا ہے اور آگے اس کی روایت کرتا ہے اور پروا نہیں کرتا۔،، یعنی وہ حدیث کے الفاظ میں کمی بیشی کا دھیان نہیں رکھتا۔حسن بصریؒ نے جواب میں فرمایا:''کون شخص اس کی طاقت رکھتا ہے؟،،(٦٢) یعنی کون شخص ایسا ہے جو حدیث کے الفاظ حفظ کرلینے کی طاقت رکھتا ہے۔علمائے جرح وتعدیل نے یہ بھی کہا ہے کہ حسن بصریؒ حدیث کی روایت مرسل صورت میں کرتے ہیں یعنی صحابی کے واسطے کا ذکر نہیں کرتے اور براہ راست حضورﷺ سے روایت کرتے ہیں۔حسن بصریؒ کے بارے میں یہ بات درست ہے کیونکہ آپ بہت زیادہ ارسال کرتے تھے لیکن اس زمانے میں ارسال کوئی عیب نہیں تھا بشرطیکہ ارسال کرنے والا راوی عادل ہوتا۔اس لیے کہ حضورﷺ نے تابعین کی تعریف کرتے ہوئے ان کے متعلق خیریت یعنی امت کے بہترین افراد میں سے ہونے کی گواہی دی ہے۔چنانچہ آنحضرتﷺ نے فرمایا:''بہترین زمانہ میرا زمانہ ہے۔پھر ان لوگوں کا جو (میرے زمانے سے) متصل آئیں گے۔پھر ان کا جو (ان کے زمانے سے) متصل آئیں گے۔،،(٦٣) حسن بصریؒ ایک عادل تابعی ہیں۔اگر وہ حدیث کی سند کے اندر صحابی کا نام ساقط کردیں جب کہ تمام صحابہ کرامؓ عادل تصور ہوتے ہیں تو یہ بات حدیث کی صحت پر اثر انداز نہیں ہوسکتی۔سند تو ایک ہتھیار ہے جسے اس وقت حدیث کے دفاع میں استعمال کیا جاتا ہے جب حدیث پر طعن کیا جائے یا محدث کے بارے میں لوگوں کو شک ہو جب کہ یہ ایک حقیقت ہے کہ لوگوں نے حسن بصریؒ کی روایت کردہ احادیث کو سند قبولیت عطا کی ہے اور آپ کے صدق کے بارے میں

کسی قسم کے شک وشبہ کا اظہار نہیں کیا ہے۔یہی وجہ ہے کہ حسن بصریؒ سند کے بغیر لوگوں سے حدیثیں بیان کرتے رہے۔یہ بات پہلے گزر چکی ہے کہ ایک شخص نے آپ سے کہا کہ:''آپ ہم سے حدیث بیان کرتے وقت کہتے ہیں کہ:''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔اگر آپ اس کے ساتھ یہ بھی بیان کر دیں کہ آپ نے یہ حدیث کس سے سنی ہے تو کیا ہی اچھا ہو۔،،اس کے جواب میں حسن بصریؒ نے فرمایا:''اے شخص!نہ تو ہم نے کذب بیانی کی اور نہ ہمیں جھوٹا قرار دیا گیا۔،،یعنی ہماری بیان کردہ حدیث کے بارے میں لوگوں نے کبھی شک نہیں کیا کہ ہمیں ان سے اس حدیث کی سند بیان کرنے کی ضرورت پڑے۔

اسے ایک اور پہلو سے دیکھئے۔حدیث کی سند تو علماء کے سامنے بیان کی جاتی ہے جب کہ حسن بصریؒ عوام الناس کی مجالس میں وعظ ارشاد فرماتے تھے۔ان مجالس کے اندر علماء سے زیادہ عوام الناس کی حاضری ہوتی۔اسی لیے آپ سند کے ذکر کو نظر انداز کر دیتے تھے۔

زیر بحث مسئلے کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ حسن بصریؒ نے حجاج بن یوسف کی حکمرانی کے تحت جو زمانہ گزارا تھا۔وہ حضور ﷺ کے اہل بیت،خاص طور پر حضرت علیؓ کے خلاف نفرتوں سے بھرا ہوا زمانہ تھا اور صورت حال یہ تھی کہ اگر کوئی شخص اہل بیت کے کسی فرد کا نام لے لیتا تو وہ اس خطرے سے محفوظ نہ ہوتا کہ عوام الناس میں سے کوئی احمق شخص سامنے آ کر اس کے ساتھ کوئی بدسلوکی کرے یا کوئی فتنہ کھڑا کر دے۔حسن بصریؒ ایسی صورت پیدا کرنا نہیں چاہتے تھے۔اس بات کا اظہار آپ نے اس وقت کیا تھا جب یونس بن عبید نے آپ سے پوچھا۔''ابوسعید!آپ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا۔حالانکہ آپ نے حضور ﷺ کا زمانہ نہیں پایا۔،،حسن بصریؒ نے جواب میں فرمایا:''بھتیجے!آج تم نے مجھ سے ایسی بات پوچھی ہے جو تم سے پہلے کسی نے نہیں پوچھی۔اگر میرے دل میں تمہاری قدر و منزلت نہ ہوتی تو میں تمہیں کچھ نہ بتاتا۔،،(تمہارے سوال کا جواب یہ ہے کہ)میں جس زمانے میں زندگی گزار رہا ہوں وہ تمہارے سامنے ہے۔،،(۶۴)

درج بالا بیان کی مزید وضاحت حسن بصریؒ کے اس قول سے ہو جاتی ہے جس کا اظہار آپ نے عراق پر حجاج کی گورنری کے زمانے میں کیا تھا۔آپ نے فرمایا:''ہر وہ بات جسے بیان کرتے ہوئے تم مجھے یہ کہتے سنو کہ:''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا،،وہ حضرت علیؓ بن ابی طالب کے واسطے سے مروی ہوتی ہے لیکن میں اپنے زمانے کے حالات سے مجبور ہو کر حضرت علیؓ کا نام نہیں لے سکتا۔،،(۶۵)

حسن بصریؒ پر درج بالا تنقید کے باوجود امام بخاری کے شیخ علی بن المدینی کہا کرتے تھے کہ:''حسن بصریؒ کی روایت کردہ مرسل حدیثیں اگر ان سے ثقہ راوی آگے روایت کریں تو وہ درست ہوتی ہیں اور ان سے بہت کم کوئی حدیث ساقط شمار ہوتی ہے۔''(۶۶) ان مرسل حدیثوں کے بارے میں یحیی بن معین نے:''تاریخ یحیی بن معین''، میں کہا ہے کہ:''حسن بصریؒ کی روایت کردہ مرسل حدیثوں میں کوئی نقص نہیں ہے۔''(۶۷) حالانکہ یحیی بن معین حسن بصریؒ پر جرح کرنے میں سب سے زیادہ متشدد ہوتے ہیں۔ان مرسلات کے بارے میں ابوزرعہ نے کہا ہے کہ:''ہر ایسی حدیث جس کی روایت کرتے ہوئے حسن بصریؒ کہتے ہیں کہ:''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا''، مجھے اس کی کوئی نہ کوئی ثابت شدہ اصل مل گئی ہے۔ماسوائے چار احادیث کے۔''(۶۸) علمائے جرح وتعدیل نے یہ بھی کہا ہے کہ حسن بصریؒ روایت حدیث میں تدلیس کرتے ہیں۔(محدث کا حدیث کی روایت میں اپنے راوی کا نام نہ لینا بلکہ اس سے اوپر کے راوی کا نام لینا اور لفظ ایسا اختیار کرنا جس میں سماع کا احتمال ہو،تدلیس کا عمل کہلاتا ہے۔) ذہبی نے کہا ہے کہ:''حسن بصریؒ مدلس ہیں۔''، اگر وہ ایسے شخص سے لفظ:''عن''، کے ساتھ کوئی حدیث روایت کریں جس کا زمانہ انہوں نے نہیں پایا ہے تو ان کی روایت کردہ یہ حدیث حجت قرار پانے کے قابل نہیں ہوگی۔بعض دفعہ وہ اس شخص کے سلسلے میں بھی تدلیس کر جاتے ہیں جسے انہوں نے دیکھا ہے اور اس کا نام سند سے ساقط کر دیتے ہیں۔''(۶۹) ابن حبان سے منقول ہے کہ انہوں نے حسن بصریؒ کے بارے میں کہا کہ:''وہ تدلیس کیا کرتے تھے۔''(۷۰)

اوپر ہم نے حسن بصریؒ کی روایت کردہ مرسل حدیثوں کے بارے میں جو کچھ کہا ہے،اس کی روشنی میں ہم دیکھ سکتے ہیں کہ آپ جب اپنی مجالس وعظ کے اندر حدیثیں بیان کرتے تو ان کی سند بیان کرنے کا اہتمام نہ کرتے کیونکہ سند بیان نہ کرنے کی بنا پر آپ پر کوئی انگشت نمائی نہ ہوتی اور نہ کوئی نکتہ چینی۔یہی وجہ تھی کہ آپ کو اس بات کی کوئی پروا نہیں تھی کہ پوری سند یا اس کا کوئی جز ساقط کردیں۔بنابریں نیز ہماری ذکر کردہ ان وجوہات کی بنا پر جن کے تحت حسن بصریؒ حدیث کی روایت میں ارسال کرتے تھے،ہمیں آپ کی تدلیس میں کوئی عیب نظر نہیں آتا۔اس لیے کہ تدلیس کا عمل اس وقت عیب شمار ہوتا ہے جب راوی کی نیت میں خرابی ہو اور وہ تدلیس (سند سے ضعیف راوی کو ساقط کرنے یا اس کے مترادف نام کی بجائے غیر معروف نام سے اس کا ذکر کرنے) کے ذریعے سامع کو اس ابہام میں ڈالنا چاہتا ہو کہ ضعیف راوی صحیح اور ثقہ راوی ہے۔حسن بصریؒ کی تدلیس میں ایسی کوئی

بات نہیں تھی ۔آپ کی ذات اس سے بالا تھی۔

حسن بصریؒ بحیثیت فقیہ

حسن بصریؒ جامع قسم کے عالم تھے۔یعنی آپ دین کے تمام علوم (عقائد،تفسیر،حدیث،فقہ وغیرہ) میں یدطولی رکھتے تھے۔حتی کہ حمید الطّویل اور یونس بن عبید نے کہا ہے کہ:"ہم نے تمام فقہاء دیکھے لیکن حسن سے بڑھ کر جامع قسم کا کوئی فقیہ نہیں دیکھا۔"(۷۱)مغیرہ کا قول ہے کہ:"دیانت ،قضاء اور ایام الناس کے عامر شعبی سب سے بڑے عالم ہیں۔نماز،زکوۃ ،حلال اور حرام کے ابراہیم نخعی سب سے بڑے عالم ہیں اور عطاء بن ابی رباح مناسک کے،سعید بن جبیر تفسیر کے،ابن سیرین تجارت اور بیع صرف کے سب سے بڑے عالم ہیں اور ان سب کے سردار حسن بصریؒ ہیں۔"(۷۲)علمائے اعلام نے حسن بصریؒ کو زبردست خراج تحسین پیش کرتے ہوئے یہ رائے ظاہر کی ہے کہ آپ اپنے زمانے کے سب سے بڑے عالم تھے۔عامر شعبی نے کہا:"میں نے ان تمام علاقوں کے باشندگان میں حسن بصریؒ سے افضل کسی کو نہیں دیکھا۔"(۷۳) بکر بن عبداللہ المزنی کا قول ہے کہ:"جو شخص ہمارے زمانے کے سب سے بڑے عالم کو دیکھنا پسند کرے،وہ حسن بصریؒ کو دیکھ لے۔ہمیں تو کوئی ایسا شخص نہیں ملا جو حسن سے بڑھ کر عالم ہو کہ اسے دیکھ کر ہم یہ کہہ سکیں کہ اس کا علم حسن کے علم سے زیادہ ہے اور اسے وہ باتیں معلوم ہیں جو حسن کو معلوم نہیں۔"(۷۴) قتادہ کہتے ہیں کہ:"میں نے جب کبھی کسی عالم کے علم کا حسن کے علم کے ساتھ موازنہ کیا تو حسن کو ہی افضل پایا۔البتہ حسن کو اگر کسی مسئلے میں کوئی اشکال پیدا ہوتا تو سعید بن المسیب سے بذریعہ خط اس کے متعلق پوچھ لیتے۔میں نے جس فقیہ کے ساتھ مجالست کی،اس سے حسن کو برتر اور افضل پایا۔"(۷۵)

جن علوم کے اندر حسن بصریؒ کو امتیازی حیثیت ہوئی تھی،ان میں علم فقہ سب سے نمایاں تھا۔حتی کہ اس میدان میں آپ کی سبقت اور مہارت کا تمام علماء نے اعتراف کیا ہے۔قتادہ کہتے ہیں:"میں نے جس فقیہ کے ساتھ مجالست کی،اس سے حسن کو برتر اور افضل پایا۔"(۷۶) بکر بن عبداللہ المزنی کا قول ہے کہ:"جو شخص ہمارے ساتھ زمانے کے سب سے بڑے فقیہ کو دیکھنا پسند کرے،وہ حسن بصریؒ کو دیکھ لے۔"(۷۷)ایوب نے ایک شخص سے کہا:"میری آنکھوں نے حسن سے بڑھ کر کوئی فقیہ نہیں دیکھا۔"(۷۸) حجاج بن ارطاۃ نے عطاء بن ابی رباح سے نماز جنازہ کے اندر قرات کرنے کا مسئلہ

پوچھا تو انہوں نے جواب دیا کہ: ''ہم نے تو یہ سنا ہے اور نہ ہمیں اس بات کا علم ہے کہ نماز جنازہ میں قرات کی جاتی ہے۔،، اس پر حجاج بن ارطاۃ نے کہا کہ حسن بصریؒ کہتے ہیں کہ قرات کی جاتی ہے۔ یہ سن کر عطاء نے کہا کہ: آپ پر ایسا ہی کرنا لازم ہے۔ اس لیے کہ حسن بصریؒ بہت بڑے امام اور مقتدا ہیں۔،، (۷۹) معاذ بن معاذ نے اشعث سے کہا: ''تم نے عطاء بن ابی رباح سے ملاقات کی اور تمہارے پاس پوچھنے کے لیے بہت سے مسائل تھے۔ تم نے ان مسائل کے بارے میں ان سے کیوں نہیں پوچھ لیا؟،، اشعث نے جواب میں کہا: ''دراصل حسن بصریؒ کو دیکھ لینے کے بعد اب ہر عالم اور فقیہ مجھے چھوٹا نظر آتا ہے۔،، (۸۰)

حضرت عمرؓ کے عہد میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ عراق بھیجے گئے اور اس طرح وہ عراق کے پہلے استاد بن گئے تھے۔ نیز مرجع خلائق قرار پائے تھے۔ انہوں نے عراق میں ایسے تلامذہ تیار کیے جو ان کے فقہی طرز فکر کے حامل بن گئے تھے اور بعد میں آنے والوں کو انہوں نے اس طرز فکر میں بسا ہوا ٹھنڈا اور شیریں مشروب پلایا تھا۔ اور اس طرح عراق کے اکثر فقہاء حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے فقہی طرز فکر کے پیروکار بن گئے تھے۔

حضرت ابن مسعودؓ کا فقہی طرز فکر حضرت عمرؓ کے فقہی طرز فکر کے ساتھ مماثلت رکھتا تھا۔ اس لیے کہ یہ دونوں حضرات نصوص کے اندر شارع کے الفاظ کے متلاشی ہونے کی بہ نسبت احکام کے اندر شارع کے مقاصد کے زیادہ متلاشی رہتے۔

فقیہ عراق حضرت حسن بصریؒ بھی ان لوگوں میں شامل تھے جنہوں نے حضرت ابن مسعودؓ کے تلامذہ سے حضرت عمرؓ کا فقہی طرز فکر اخذ کیا تھا۔ اس لیے کہ حسن بصریؒ احکام کے اندر ہمیشہ شارع کے مقاصد کے متلاشی رہتے اور اپنی توجہ ایسے نکتے پر مرکوز رکھتے۔ مورق العجلی کہتے ہیں کہ مجھ سے ابوقتادہ نے فرمایا کہ: ''ہمیشہ اس شیخ (حسن بصریؒ) کے ساتھ رہو اور ان سے اخذ کرو۔ خدا کی قسم! میں نے کوئی شخص ایسا نہیں دیکھا جو رائے کے اندر حضرت عمرؓ کے ساتھ حسن بصریؒ سے بڑھ کر مشابہت رکھتا ہو۔،، (۸۱)

حسن بصریؒ چونکہ نصوص کے اندر احکام کے علل اور ان کے مقاصد کے متلاشی رہتے تھے، اس لیے ہر مسئلے کے بارے میں حکم عائد کرنے کے لیے آپ کو شارع سے کسی ماثور نص کی اس قدر ضرورت پیش نہیں آتی تھی جس قدر شارع کے اس مقصد کی معرفت کی، جسے مذکورہ حکم کے ذریعے بروئے

کار لانا شارع کے پیش نظر ہوتا۔ چنانچہ آپ ان مسائل کو جن کے بارے میں کوئی منصوص حکم موجود نہ ہوتا، ان مسائل پر قیاس کر لیتے جن کے بارے میں نص موجود ہوتا۔ ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن نے حسن بصریؒ سے پوچھا: ''آپ لوگوں کو جن احکام کے فتوے دیتے ہیں، انہیں آپ نے سلف سے سنا ہے یا اپنی رائے چلاتے ہیں؟،، حسن نے جواب میں فرمایا: ''بخدا یہ بات نہیں ہے کہ جن تمام مسائل کے بارے میں ہم فتوے دیتے ہیں، انہیں ہم نے سلف سے سنا بھی ہے بلکہ ہم اپنی رائے استعمال کرتے ہیں کیونکہ مسائل کے بارے میں ہماری رائے عوام کی اپنی رائے سے بہتر ہوتی ہے۔،، (۸۲)

حسن بصریؒ کی اس فقاہت کا بعض صحابہ کرامؓ کو بھی اعتراف تھا اور ان حضرات نے حسن بصریؒ کے علم وفہم کی گواہی دی تھی ۔ چنانچہ یہ حضرات فتوی پوچھنے والوں کو فتوی حاصل کرنے کے لیے حسن بصریؒ کے پاس بھیج دیتے۔

حضرت انس بن مالکؓ سے ایک مسئلہ پوچھا گیا۔ آپ نے فرمایا: ''اس کے متعلق ہمارے آقا حسن سے جا کر پوچھو کیونکہ انہوں نے سنا تھا اور ہم نے بھی لیکن انہوں نے یاد رکھا اور ہم بھول گئے ۔،، (۸۳) ایک شخص کی کفالت میں ایک یتیم لڑکی تھی۔ اس کی بیوی کو اس لڑکی پر رشک آ گیا۔ اس نے چند عورتیں بلوائیں جنہوں نے لڑکی کو پکڑ لیا اور اس عورت نے اپنی انگلی کے ذریعے لڑکی کا پردہ بکارت چاک کر دیا اور پھر اپنے شوہر سے کہا کہ اس نے بدکاری کی ہے۔ شوہر نے لڑکی کا معاملہ آگے لے جانے کی قسم کھالی۔ لڑکی نے بتایا کہ اصل قصہ یہ ہے اور عورت جھوٹ بول رہی ہے۔ چنانچہ مرد نے یہ معاملہ امیر المومنین حضرت علیؓ کے سامنے پیش کر دیا۔ آپ نے حسن بصریؒ سے فرمایا کہ اپنی رائے دو۔ حسن نے عرض کیا کہ: ''آپ امیر المومنین ہیں۔ آپ ہی کوئی فیصلہ دیجئے۔،، حضرت علیؓ نے فرمایا: ''نہیں۔ تم ہی بتاؤ۔،، یہ سن کر حسن بصریؒ نے کہا: ''عورت نے لڑکی کے ساتھ جو زیادتی کی ہے، اس کی سزا میں اسے کوڑے لگائے جائیں گے اور جن عورتوں نے لڑکی کو پکڑا تھا، وہ ان میں سے کسی ایک کے مہر کی مثل مذکورہ لڑکی کو ادا کریں گی اور اس کے علاوہ پردہ بکارت چاک کرنے کے جرم کا جرمانہ بھی بھریں گی۔،، نیز فرمایا: ''اگر اونٹوں کو چکی پیسنے کی تعلیم دی جائے تو وہ چکی پیسنے لگیں۔،، راوی کہتے ہیں کہ اس زمانے میں اونٹوں سے چکی پیسنے کا کام نہیں لیا جاتا تھا۔ چنانچہ حضرت علیؓ نے اس مقدمے کا یہی فیصلہ سنا دیا۔ (۸۴)

حسن بصریؒ نے بعض فقہی اجتہادات کے اندر اپنے معاصر فقہاء نیز فقہائے سلف سے الگ راہ

اختیار کی ہے۔ان میں سے چند کا ذکر ہم ذیل میں کریں گے۔

تفردات حسن بصری

☆ابن المنذر نے: ''الاجماع،، کے اندر نقل کیا ہے کہ: ''حسن بصریؒ نے سونے اور چاندی یعنی دینار و درہم کے عوض زمین کرائے پر دینے کی ممانعت کی ہے اور اس رائے میں وہ تنہا ہیں۔،، ابن المنذر کی یہ بات درست نہیں ہے کیونکہ عطاء بن ابی رباح اور طاؤس بن کیسان کی بھی یہی رائے ہے۔عبدالرزاق نے ان دونوں حضرات سے یہی روایت نقل کی ہے۔(۸۵)

عدت گزارنے والی عورت پر آپ احداد (سوگ منانے) کے وجوب کے قائل نہیں تھے بلکہ آپ نے اجازت دے رکھی تھی کہ مذکورہ عورت جہاں چاہے، رات گزارے۔نیز خوشبو لگائے اور بناؤ سنگھار کرے اور رنگ دار کپڑے پہن لے۔(دیکھئے مادہ احداد نمبر۲) اس رائے کا کوئی اور قائل نہیں ہے۔

☆محرم پر غسل کے ایجاب کے آپ تنہا قائل تھے۔(دیکھئے مادہ احرام نمبر۶)

☆آپ کی یہ رائے بھی منفرد تھی کہ کافرہ لونڈی کے ساتھ خواہ وہ کتابیہ ہو یا غیر کتابیہ، ملک یمین کی بنا پر اس وقت تک ہمبستری ممنوع ہے جب تک وہ مسلمان نہ ہو جائے۔(دیکھئے مادہ تسری نمبر۳ کا جز ب)

☆آپ اس رائے میں بھی منفرد تھے کہ سزا بصورت قتل صرف اس وقت واجب ہوگی جب چار مرد گواہی دیں گے۔جس طرح زنا کاری کی سزا کی کیفیت ہے۔خواہ قتل کی یہ سزا قصاص میں دی جارہی ہو یا حد کے طور پر۔(دیکھئے مادہ جنایۃ نمبر۲) اور (مادہ ردۃ نمبر۳)

☆آپ کا یہ بھی تفرد ہے کہ قتل عمد کے اندر عورت (مقتولہ) کے بدلے مرد (قاتل) کو قتل نہیں کیا جائے گا بلکہ اس میں دیت واجب ہوگی۔آپ سے یہ ایک روایت ہے۔دوسری روایت کے مطابق مونث کے بدلے مذکر کو اس وقت تک قتل نہیں کیا جائے گا جب تک مقتولہ کے ورثاء قاتل کے اہل کو نصف دیت ادا نہ کر دیں۔نصف دیت کی ادائیگی کے بعد وہ قاتل کی گردن اڑا سکیں گے۔حضرت علیؓ کا فیصلہ بھی اسی طرح کا تھا۔(دیکھئے مادہ جنایۃ نمبر۴ کا جز ھ)

☆آپ کی یہ رائے بھی سب سے الگ تھلگ تھی کہ جنگ کے اندر مبارزت طلب کرنا ممنوع ہے خواہ

امام المسلمین نے اس کی اجازت کیوں نہ دے رکھی ہو۔(دیکھئے مادہ جہاد نمبر ۸)

☆اگر طواف کرنے والا فرض نماز میں شامل ہونے یا غیر فرض نماز ادا کرنے کی غرض سے درمیان سے طواف قطع کر دے تو اس پر نئے سرے سے طواف کرنا واجب ہوگا۔(دیکھئے مادہ حج نمبر ۱۱ کا جز ز)

☆آپ کی یہ رائے بھی منفرد ہے کہ جو شخص حالت جنابت میں سعی کرے، اس پر سعی کا اعادہ اس وقت تک واجب رہے گا جب تک وہ حلق کرانے کے ذریعے احرام نہ کھول لے۔اگر وہ حلق کرالے تو سعی کا اعادہ ساقط ہو جائے گا۔(دیکھئے مادہ حج نمبر ۱۲ کا جز ج)

☆حاجی کے لیے منی میں رات گزارنے کے وجوب نیز منی میں عصر کی اذان سن لینے کے بعد وہاں سے کسی حاجی کے لیے روانگی میں عدم تعجیل کے قول میں حسن بصریؒ تنہا ہیں۔(دیکھئے مادہ حج نمبر ۱۸)

☆جو شخص پہلی دفعہ حج کر رہا ہو، اس کے لیے حلق کرانے کے ذریعے احرام کھولنا واجب ہے۔یہ صرف حسن بصریؒ کا قول ہے۔(دیکھئے مادہ حج نمبر ۱۵ کا جز د)

☆آپ کی رائے ہے کہ لونڈی کا اگر نکاح ہو جائے یا اس کا آقا اسے اپنے ساتھ مخصوص کرلے تو ان صورتوں میں آزاد عورت کی طرح اس پر بھی پردہ کرنا لازم ہو جائے گا۔(دیکھئے مادہ حجاب نمبر ۲) اس رائے میں بھی آپ کا تفرد ہے۔

☆آپ کے نزدیک قاضی کے سامنے خلع کا اجراء واجب ہے۔اس وجوب کا کوئی اور قائل نہیں ہے۔(دیکھئے مادہ خلع نمبر ۵)

☆ابن المنذر نے بیان کیا ہے کہ حسن بصریؒ اپنی اس رائے میں منفرد ہیں کہ شوہر پر اس وقت تک اپنی بیوی کا نان ونفقہ واجب نہیں کیا جائے گا جب تک بیوی کے دخول یعنی تعلق زن وشو قائم نہ ہو جائے۔تاہم درست بات یہ ہے کہ اس رائے میں حضرت حسن بصریؒ تنہا نہیں ہیں بلکہ آپ کے معاصرین میں عطاء بن ابی رباح اور عامر شعبی بھی یہی رائے رکھتے تھے۔(دیکھئے مادہ نفقہ نمبر ۳ کا جز ا)

خلاصہ بحث یہ ہے کہ حضرت حسن بصریؒ فقہ کے امام اور مجتہد تھے اور احکام کی معرفت کے لیے آپ سے رجوع کیا جاتا تھا۔آپ نے فقہ کی بڑی خدمت کی ہے حتی کہ تنہا ابوسلمہ نے آپ کے فقہ

☆وزع الاعمال ولا تجمعها فی وقت واحد بل اجعلها فی فترات وبینها اوقات للراحة لیکون عطاؤك جیدا.☆

کے آٹھ ہزار سے زاید مسائل روایت کیے ہیں۔وہ کہتے ہیں کہ:''میں نے حسن بصریؒ سے آٹھ ہزار مسائل یاد کیے تھے۔،،(۸۶)

حسن بصریؒ اکثر اپنا علم کتابوں میں مدون کردیا کرتے تھے حتی کہ اصبغ بن زید کے خیال کے مطابق آپ کا جب انتقال ہوا تو آپ کئی کتابیں چھوڑ گئے جن کے اندر علم درج تھا۔(۸۷) تاہم درست بات یہی ہے کہ آپ اپنے پیچھے کتابیں چھوڑ کر نہیں گئے کیونکہ آپ نے اپنی وفات سے پہلے ایک کتابچے کے سوا اپنی تمام کتابیں نذر آتش کردی تھیں۔یہ بات آپ کے بیٹے عبداللہ نے بتائی تھی۔سہل بن الحصین الباہلی کہتے ہیں کہ میں نے حسن بصریؒ کے بیٹے عبداللہ کو پیغام بھیجا کہ اپنے والد محترم کی تمام کتابیں مجھے بھیج دیجئے۔میرے اس پیغام کے جواب میں عبداللہ نے پیغام دیا کہ میرے والد کی طبیعت جب بگڑنے لگی تو آپ نے مجھے آپ کی تمام کتابیں اکٹھی کرنے کا حکم دیا۔میں نے تمام کتابیں یکجا کردیں۔مجھے معلوم نہیں تھا کہ آپ ان کتابوں کا کیا بنائیں گے۔جب یہ کتابیں آپ کے سامنے رکھ دی گئیں تو آپ نے نوکر کو تنور گرم کرنے کا حکم دیا۔جب تنور میں آگ بھڑک اٹھی تو آپ کے حکم سے ایک کتابچے کے سوا دیگر تمام کتابیں تنور میں ڈال کر جلادی گئیں۔سہل نے مزید کہا کہ آپ کے بیٹے نے یہ کتابچہ مجھے بھیج دیا تھا اور بتایا تھا کہ حسن بصریؒ اس کتابچے میں مندرج امور کی آگے روایت کرنے کے لیے فرمایا کرتے۔(۸۸)

مروجہ انشورنس کا جائز متبادل

تکافل کی شرعی حیثیت

نئی کتاب: تصنیف ڈاکٹر مولانا عصمت اللہ

ناشر ادارۃ المعارف دارالعلوم کورنگی انڈسٹریل ایریا کراچی

حواشی

۱۔سیر اعلام النبلاء ج ۴ص ۵۶۳
۲۔تہذیب الکمال ج ۱ص ۲۵۵
۳۔سیر اعلام النبلاء ج ۴ص ۵۶۴
۴۔شذرات الذھب ج ۱ص ۱۳۶
۵۔صفۃ الصلوۃ ج ۳ص ۲۳۳
۶۔تہذیب الکمال ج ۱ص ۲۵۶
۷۔تہذیب الکمال ج ۱ص ۲۵۵،طبقات ابن سعد ج ۷ص ۱۵۶،سیر اعلام النبلاء ج ۴ص ۵۶۴،۵۶۵،حلیۃ الاولیاء ج ۲ص ۱۴۷،شذرات الذھب ج ۱ص ۱۳۶
۸۔تہذیب الکمال ج ۱ص ۲۵۶،سیر اعلام النبلاء ج ۴ص ۵۶۵،البدایۃ والنھایۃ ج ۹ص ۲۶۶
۹۔سیر اعلام النبلاء ج ۴ص ۵۷۲
۱۰۔حوالہ درج بالا
۱۱۔ابن ابی شیبہ ج ۱ص ۱۹ب
۱۲۔تاریخ یحیی بن معین ج ۳ص ۱۳۳
۱۳۔تہذیب الکمال ج ۱ص ۲۵۷،طبقات ابن سعد ج ۷ص ۱۶۰
۱۴۔طبقات ابن سعد ج ۴ص ۱۶۰
۱۵۔حوالہ درج بالا۔
۱۶۔حوالہ درج بالا۔
۱۷۔سیر اعلام النبلاء ج ۴ص ۵۸۲
۱۸۔سیر اعلام النبلاء ج ۴ص ۵۷۸
۱۹۔صفۃ الصفوۃ ج ۳ص ۲۳۳
۲۰۔تہذیب الکمال ج ۱ص ۲۵۷
۲۱۔صفۃ الصفوۃ ج ۳ص ۲۳۴
۲۲۔طبقات ابن سعد ج ۷ص ۱۷۰
۲۳۔شذرات الذھب ج ۱ص ۱۳۶
۲۴۔مصنف ابن ابی شیبہ ج ۲ص ۱۵۸
۲۵۔وفیات الاعیان ج ۲ص ۷۲
۲۶۔ابن ابی شیبہ ج ۱۳ص ۵۰۶
۲۷۔البدایۃ والنھایۃ ج ۹ص ۲۶۷
۲۸۔طبقات ابن سعد ج ۷ص ۱۶۱،۱۶۲،سیر اعلام النبلاء ج ۴ص ۵۷۲،تاریخ یحیی بن معین ج ۳ص ۱۱۳
۲۹۔سیر اعلام النبلاء ج ۴ص ۵۷۳
۳۰۔تہذیب الکمال ج ۱ص ۲۵۵
۳۱۔تاریخ الطبری ج ۹ص ۱۳۴۷
۳۲۔تذکرۃ الحفاظ ج ۱ص ۷۱
۳۳۔سیر اعلام النبلاء ج ۴ص ۵۷۹
۳۴۔تذکرۃ الحفاظ ج ۱ص ۷۱
۳۵۔سیر اعلام النبلاء ج ۴ص ۵۷۹،تہذیب التھذیب ج ۲ص ۲۷۰
۳۶۔طبقات ابن سعد ج ۷ص ۱۷۵
۳۷۔طبقات ابن سعد ج ۷ص ۱۷۲
۳۸۔طبقات ابن سعد ج ۷ص ۱۶۳
۳۹۔طبقات ابن سعد ج ۷ص ۱۶۳،البدایۃ والنھایۃ ج ۹ص ۵۹،الیعقوبی ج ۲ص ۲۷۸
۴۰۔شذرات الذھب ج ۱ص ۱۳۷
۴۱۔تہذیب الکمال ج ۱ص ۲۵۷۔وفیات الاعیان ج ۲ص ۷۱،نیز حوالہ درج بالا۔
۴۲۔تاریخ الطبری ج ۱۳ص ۲۴۹۰
۴۳۔تاریخ الطبری ج ۱۳ص ۲۴۹۱

☆تیقن ان کل من تعاملهم من اخ وابن وزوجة وقریب وصدیق لایخلو من عیب فوطن نفسك علی تقبل الجمیع .☆

۴۴۔تفسیر قرطبی ج۱۶ص۳۳۹ ۴۵۔تاریخ کبیر للبخاری نمبر ۱۵۳۸،وفیات الاعیان ج۲ص۷۲
۴۶۔تہذیب الکمال ج۱ص۲۵۹،تاریخ الطبری ج۱۳ص۲۴۹۲
۴۷۔وفیات الاعیان ج۲ص۷۲،شذرات الذاھب ج۱ص۱۳۸
۴۸۔شذرات الذہب ج۱ص۱۳۷
۴۹۔تہذیب التہذیب ج۲ص۲۶۵،البدایۃ والنھایۃ ج۹ص۲۶۷
۵۰۔تاریخ یحیی بن معین ترجمۃ الحسن البصری ج۳ص۱۰۸،تہذیب التہذیب ج۲ص۲۶۵
۵۱۔تہذیب التہذیب ج۲ص۲۶۵ ۵۲۔تاریخ یحیی بن معین ج۲ص۱۰۸
۵۳۔سیر اعلام النبلاء ج۴ص۵۶۸ ۵۴۔حوالہ درج بالا۔
۵۵۔سیر اعلام النبلاء ج۴ص۵۶۹ ۵۶۔تاریخ یحیی بن معین ج۳ص۱۱۱
۵۷۔تہذیب الکمال ج۱ص۲۵۵ ۵۸۔تہذیب الکمال ج۱ص۲۵۹
۵۹۔حوالہ درج بالا۔
۶۰۔تہذیب الکمال ج۱ص۲۵۹،سیر اعلام النبلاء ج۴ص۵۸۳،طبقات ابن سعد ج۷ص۱۵۸
۶۱۔علوم الحدیث ص۱۹۱،اختصار علوم الحدیث ص۱۵۸ ۶۲۔تہذیب الکمال ج۱ص۲۵۹
۶۳۔البخاری فی الشھادات،مسلم فی الفضائل۔ ۶۴۔تہذیب الکمال ج۱ص۲۵۹
۶۵۔حوالہ درج بالا۔ ۶۶۔تہذیب التہذیب ج۲ص۲۶۶
۶۷۔تاریخ یحیی بن معین ج۳ص۱۱۱
۶۸۔تہذیب الکمال ج۱ص۲۵۹،تہذیب التہذیب ج۲ص۲۶۶،سیر اعلام النبلاء ج۴،ص۵۷۶
۶۹۔تذکرۃ الحفاظ ج۱ص۷۲،سیر اعلام النبلاء ج۴ص۵۷۲ ۷۰۔تہذیب التہذیب ج۲ص۲۷۰
۷۱۔طبقات ابن سعد ج۷ص۱۶۲ ۷۲۔تاریخ الطبری ج۱۳ص۲۴۸۹
۷۳۔طبقات ابن سعد ج۷ص۱۶۲ ۷۴۔تہذیب الکمال ج۱ص۲۵۷
۷۵۔حوالہ درج بالا نیز سیر اعلام النبلاء ج۴ص۵۷۳ ۷۶۔حوالہ درج بالا۔
۷۷۔سیر اعلام النبلاء ج۴ص۵۷۸ ۷۸۔طبقات ابن سعد ج۷ص۱۶۵
۷۹۔تہذیب التہذیب ج۲ص۲۶۵،سیر اعلام النبلاء ج۴ص۵۷۴
۸۰۔سیر اعلام النبلاء ج۴ص۵۷۳
۸۱۔طبقات ابن سعد ج۷ص۱۶۱،تہذیب الکمال ج۱ص۲۵۶،سیر اعلام النبلاء ج۴ص۵۷۳
۸۲۔طبقات ابن سعد ج۷ص۱۶۵،تہذیب الکمال ج۱ص۲۵۷
۸۳۔تہذیب التہذیب ج۲ص۲۶۳،البدایۃ والنھایۃ ج۹ص۲۶۶،سیر اعلام النبلاء ج۴ص۵۷۳
۸۴۔عبدالرزاق ج۷،ص۴۱۲ ۸۵۔عبدالرزاق ج۸ص۹۴،۹۵،الاجماع ص۱۲۷
۸۶۔سیر اعلام النبلاء ج۴ص۵۷۷
۸۷۔سیر اعلام النبلاء ج۴ص۵۸۴ ۸۸۔تاریخ الطبری ج۱۳ص۲۴۹۲،سیر اعلام النبلاء ج۴ص۵۸۴